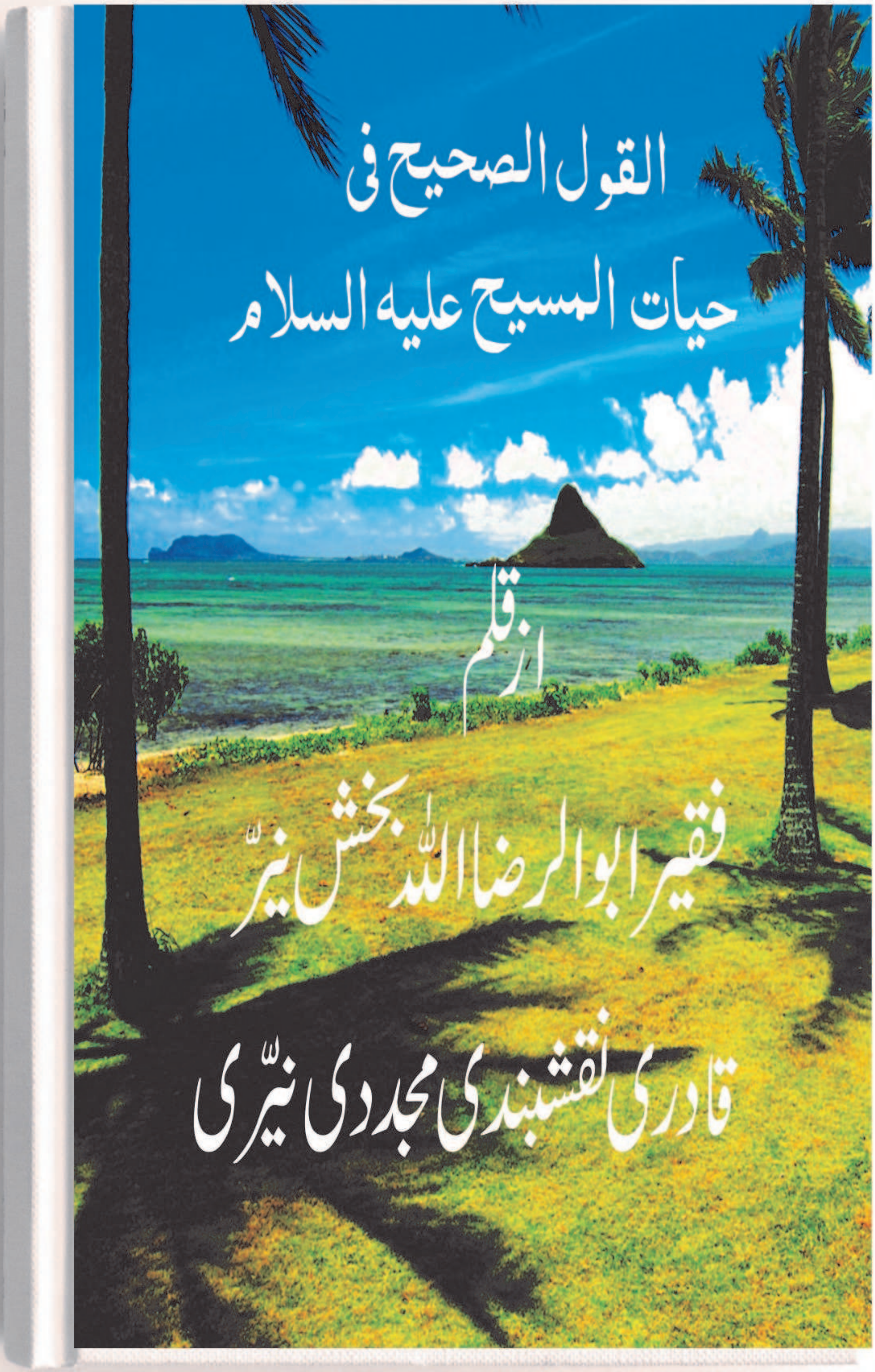

القول الصحیح فی
حیات المسیح علیہ السلام
ازقلم
فقیر ابوالرضا اللّٰہ بخش نیّر
قادری نقشبندی مجددی نیّری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(ماقتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ)

(القول الصحیح) فی (حیات المسیح علیہ السلام)

ازقلم:۔

فقیر ابوالرضا اللہ بخش نیّرؔ خلیفہ مجاز قبلہ پیر بارو کریمؒ خلیفہ مجاز قبلہ پیر سبحان رضا سجادہ نشین بریلی شریف خلیفہ مجاز حضور غزالی زمانؒ چشتی قادری نقشبندی مجددی رضوی سعیدی خادم آستانہ عالیہ ھوت والا شریف جمن شاہ ضلع لیّہ فون۔03008762360

تحمید و تمہید:۔

نحمدہ و نصلی و نسلم علٰی حبیبہ الکریم و علٰی الہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد حضور سید الانبیا خاتم النبیین ﷺ نے مولائے کائنات علی مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجھہ الکریم کو فرمایا جس طرح عیسٰے علیہ السلام کی وجہ سے دو گروہ نارِ جہنم کے مستحق ہوئے ایک عیسٰے علیہ السلام کو ابن مریم کی بجائے ابن اللہ کہہ کر محب غال اور دوسرا قدرت خداوندی کا انکار کر کے (معاذ اللہ) حرامی کہہ کر مبغض قال ٹھہرا پہلے نصرانی دوسرے یہودی ہیں اسی طرح اے علی تجھے ایک گروہ بہت بڑھا کر خدا اور خلیفہ بلافصل کہہ کر مُحب غال رافضی نُعیری اور دوسرہ گروہ تجھے معاذ اللہ مرتد کافر اور تیری خلافت رابعہ کا منکر ہو کر مبغض قال ہو کر جہنمی ہوگا۔ خداوند کریم نے عیسٰے علیہ السلام کو آدم کی مثل بغیر باپ کے پیدا فرمایا اور آپ کی ولادت کو آیت الٰہی اور اپنی قدرت کی دلیل بنایا ان مثل عیسٰے عند اللہ کمثل اٰدم

یہودیوں کے غلط دعوٰے:۔

یہودی بکواس کرتے ہیں ہم نے عیسٰے علیہ السلام کو سولی پر لٹکا دیا اور ہم نے انہیں قتل کر دیا (معاذ اللہ)

نصرانیوں کا عقیدہ:۔

عیسائی کہتے ہیں عیسٰے علیہ السلام سولی پر ضرور لٹکائے گئے اور شہید ہوئے انہیں دفن بھی کیا گیا۔ مگر وہ قبر سے زندہ ہو کر خدا کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔

مرزائیوں کا باطل عقیدہ:۔

عیسٰے علیہ السلام معاذ اللہ سولی پر لٹکائے گئے مگر انہیں سُولی پر موت نہیں آئی زخمی حالت میں سرینگر کشمیر کافی عرصہ زندہ رہ کر فوت ہو گئے وہاں ان کی قبر بھی موجود ہے کسی اور کی قبر یا ایک فرضی قبر کو عیسٰے علیہ اسلام کی قبر قرار دیتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے تو فرمایا تھا کہ آسمان سے اتر کر عیسٰے علیہ السلام میرے مقبرہ میں دفن ہوں گے مگر یہ بے ایمان حضور علیہ السلام کے فرمان ذیشان کی تکذیب کر کے نار جہنم خرید چکے ہیں

(تمام مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ)

جمیع اہل اسلام صحابہ تابعین تبع تابعین تمام اولیا صالحین محدثین مفسرین متکلمین بزرگان دین کا متفقہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسے علیہ السلام کو زندہ بمع جسد عنصری اپنی طرف آسمان پر صحیح سالم اٹھالیا اور دوسرے شخص کو خدا تعالے نے اپنی قدرت کاملہ سے عیسےٰ علیہ السلام کا ہم شکل بنا دیا جسے یہودیوں نے عیسےٰ علیہ السلام سمجھ کر سولی چڑھا یا لیکن یہودی خود بھی حیران تھے کہ جس شخص کو ہم نے سولی پر لٹکا یا ہے اس کا چہرہ تو عیسےٰ علیہ السلام کا طرح ہے مگر باقی اعضا عیسےٰ علیہ السلام جیسے نہیں۔ عیسےٰ علیہ السلام زندہ بجسد عنصری موت کا ذائقہ چکھے بغیر آسمان پر زندہ موجود ہیں لطف کی بات یہ ہے کہ بارہ سال تک منشی مرزا غلام احمد مُغل بن چراغ بی بی اسی عقیدہ کو صحیح اور اسلامی عقیدہ سمجھتے رہے دیکھو مرزاجی کی کتاب براھین احمدیہ ص 499 یہ حقیقت ہے نبی کا عقیدہ منسوخ نہیں ہوتا۔ ہر نبی پیدائشی صحیح العقیدہ ہوتا ہے۔ یہ نا ممکن ہے کہ 12 سال تک نبی عیسےٰ علیہ السلام کو زندہ مانے پھر منکر ہو جائے یہ انکار شیطانی چکر ہے

اعتراض:۔

بل رفعه الله اليه سے خدا کے لیے جہت اور مکان ثابت ہوتا ہے۔

جواب:۔

مرزاجی کی کتاب تحفۃ الندوہ ص19 میں ہے خدا آسمان رد یکھ رہا ہے جب تمہارے عقیدہ کے مطابق خدا آسمان پر ہے تو پھر الیہِ پر اعتراض کیوں؟

اب قرآن سے جواب سنو:۔

پارہ 25 سورۃ زخرف میں ہے هوا الذى فى السمآء اله و فى الارض اله وہ ایسی ذات ہے جو آسمان میں بھی معبود ہے اور زمین میں بھی معبود ہے آسمان کو بلند فرمایا اس لیے بلندی پر عیسےٰ علیہ السلام کو اٹھالیا۔ پارہ 22 سورۃ فاطر اليه يصعد الكلم الطيب والعمل الصالح يرفعه اللہ کی طرف ہی پاک کلمے جڑھتے ہیں اور عمل صالح اسی کیطرف چڑھتے ہیں۔

کلمات طیبات کا رفع بھی آسمان کی طرف ہوتا ہے جو الیہ کا مصداق ہے اور رفع کے معنی چڑھنے کے بھی ثابت ہو گئے۔

(اعتراض) منشی مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب ازالہ اوھام ص 47 میں لکھتا ہے رفع جسمانی ناممکن اور محال ہے۔

جواب:۔

رفع جسمانی امر ممکن ہے۔ کسی جسم عنصری کا آسمان پر اٹھایا جانا نہ قانون فطرت کے خلاف ہے نہ سنت اللہ کے متصادم ہے بلکہ ایسی حالت میں سنت اللہ یہی ہے کہ اپنے خاص بندوں کو آسمان پر اٹھالیا جائے تا کہ اس خالق و مالک قادر علےٰ کل شئ کا کرشمہ ظاہر ہو اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ حق تعالےٰ کی اپنے خاص الخاص بندوں کے ساتھ یہی سنت ہے کہ ایسے وقت میں ان کو آسمان پر اٹھالیا جاتا ہے۔ غرضیکہ کسی جسم عنصری کا آسمان پر اُٹھایا جانا قطعاً محال نہیں بلکہ ممکن اور واقع ہے اور اسی طرح کسی جسم عنصری کا بغیر کھائے پیئے

زندگی بسر کرنا بھی محال نہیں

اب دلائل ملاحظہ ہوں

دلیل نمبر:1۔ نبی مکرم نورِ مجسم محمد ﷺ جسد اطہر کے ساتھ معراج کی رات آسمانوں پر جانا اور پھر وہاں سے واپس آنا حق ہے اس طرح عیسیٰ علیہ السلام کا بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر قیامت کے قریب ان کا آسمان سے نازل ہونا بھی بلاشبہ حق اور ثابت ہے

دلیل:2۔ حدیث معراج میں ہے سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا اے بلال میں نے جنت میں اپنے آگے تیری جوتیوں کی آہٹ سنی اس کے کئی معانی شارحین نے لکھے ہیں ایک معنی یہ کہ حضرت بلال حضور کی غلامی کے طفیل اس وقت جنتمیں حضور ﷺ کے آگے چلے جس کی آواز حضور نے سُنی (افادات غزالی زماں) ثابت ہوا جسد عنصری کا آسمان پر جانا محال نہیں بلکہ امر وقع ہے۔

دلیل:3۔ جعفر طیار بن ابی طالب کا فرشتوں کے ساتھ آسمانوں میں اڑنا صحیح احادیث سے ثابت ہے امام طبرانی نے باسناد حسن عبداللہ بن جعفر طیار سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک بار ارشاد فرمایا کہ اے جعفر کے بیٹے عبداللہ تجھ کو مبارک ہو تیرا باپ فرشتوں کے ساتھ آسمانوں میں اڑتا پھرتا ہے اور ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت جبرائیل ومیکائیل کے ساتھ اُڑتا پھرتا ہے ان ہاتھوں کے عوض میں جو غزوہ موتہ میں کٹ گئے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو ملائکہ کی طرح دو بازو عطا فرما دیئے ہیں اس روایت کی سند نہایت جیّد ہے (زرقانی ص/275 ج2 فتح الباری ص463

مولا علیؓ فرماتے ہیں وہ جعفر کہ جو صبح وشام فرشتوں کے ساتھ اڑتا ہے وہ میری ماں کا بیٹا ہے۔

دلیل:4۔ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کا غزوہ بئر معونہ میں شہید ہونا اور پھر ان کے جنازہ کا آسمان پر اٹھایا جانا روایات میں مذکور ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ شارح بخاری نے اصابہ میں اور حافظ ابن عبداللہ نے استعیات میں اور علامہ زرقانی نے شرح مواہب اللد نیہ ص78 ج2 میں ذکر فرمایا ہے جبار بن سلمی جو عامر بن فہیدہ کے قاتل تھے وہ ان کے آسمان پر اٹھائے جانے کے واقعہ کو دیکھ کر ضحاک بن سفیان کلابی کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف با اسلام ہوئے اور یہ کہا (ترجمہ) عامر بن فہیدہ کا شہید ہونا اور ان کا آسمان پر اٹھایا جانا میرے اسلام لانے کا باعث ہوا ضحاک نے عامر کے آسمان پر اُٹھائے جانے کا واقعہ حضور علیہ السلام کی خدمت سراپا برکت میں لکھ کر بھیجا۔ اس پر حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا (ترجمہ) فرشتوں نے اس کے جسم کو چھپالیا اور وہ علّیین میں اتارے گئے۔ ضحاک بن سفیان کے اس تمام واقعہ کو امام بیہقی اور ابونعیم اصفہانی دونوں نے اپنی اپنی دلائل النبوۃمیں بیان فرمایا۔۔

(شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور للسیوطی ص 174 حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری نے اصابہ میں جبار بن سلمیٰ کے تذکرہ میں اس واقعہ کی طرف اجمالاً ارشاد فرمایا۔ امام سیوطیؒ شرح الصدور میں فرماتے ہیں کہ عامر بن فہیدہ کے آسمان پر اُٹھائے جانے کے واقعہ کو ابن سعد اور حاکم اور موسی بن عقبہ نے بھی ثابت کیا ہے۔ غرضیکہ یہ واقعہ متعدد اسانید اور مختلف روایات سے ثابت اور محقق ہے۔

دلیل:5۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو بھی فرشتے عامر کی طرح آسمان پر اُٹھا لے گئے ابونعیم اصفہانی فرماتے ہیں اصح قول یہی ہے اگرچہ

زمین کے نگلنے کی روایت بھی آئی ہے یہ بھی ممکن ہے کہ اولاً زمین نے ان کے جسد کو چھپالیا ہو پھر آسمانی پر اٹھالئے گئے ہوں ابونعیم کہتے ہیں کہ جس طرح حق تعالےٰ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اسی طرح سرکار کی امت میں سے عامرین فہیدہ اور خبیب بن عدی اور علاء بن حضری کو آسمان پر اُٹھایا (تحقیق سیوطیؒ)

دلیل:6۔شرح الصدور للسیوطیؒ ص 174 میں ہے کہ عامرین فہیدہ اور خبیب کے واقعہ رفع الی السمآءِ کی وہ واقعہ بھی تائید کرتا ہے جس کو نسائی اور بیہقی اور طبرانی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوہ احد میں حضرت طلحہ کی انگلیاں زخمی ہوگئیں تو اس تکلیف کی حالت میں زبان سے حُسّ نکلا اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تو بجائے حُسّ کے بسم اللہ کہتا تو لوگ دیکھنے والے ہوتے اور فرشتے تجھے اٹھا کر لے جاتے یہاں تک کہ تجھ کو آسمان میں لے جا کر گھس جاتے

دلیل:7۔شرح الصدور ص 173 میں ہے۔

ابن ابی الدنیا نے ذکر الموتی میں زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جو پہاڑ میں رہتا تھا جب قحط ہوتا تو لوگ اس سے بارش کی دعا کراتے اور وہ دعا کرتا اللہ تعالےٰ اس کی دعا کی برکت سے بارانِ رحمت نازل فرماتا اُس عابد کا انتقال ہوگیا لوگ اس کی تجہیز وتکفین میں مشغول تھے اچانک ایک تخت آسمان سے اترتا ہوا نظر آیا یہاں تک کہ اس عابد کے قریب آکر رکھا گیا۔ایک شخص نے کھڑے ہوکر اس عابد کو اس تخت پر رکھ دیا اس کے بعد وہ تخت اوپر اٹھتا گیا لوگ دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ غائب ہوگیا۔

دلیل:8۔

مستدرک حاکم ص 579 ج 2 میں حضرت ھارون علیہ السلام کے جنازہ کا آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر موسے علیہ السلام کی دُعا سے جنازہ کا آسمان سے زمین پر اترنا مفصّل مذکور ہے۔ان واقعات سے یہ امر بخوبی ثابت ہوگیا کہ کسی جسد عنصری کا آسمانی پر اٹھایا جانا نہ قانون فطرت کے خلاف ہے نہ سنت اللہ کے متصادم ہے بلکہ ایسی حالت میں سُنت اللہ یہی ہے کہ اپنے خاص بندوں کو آسمان پر اُٹھالیا جاتا ہے۔

اعتراض:۔

آگے کوہ نار اور طبقہ زمہریہ ہے اس سے بچ کر آنا کیسے ممکن ہے۔؟

1۔جس طرح آدم علیہ السلام اور حوا کا جنت اور آسمانوں سے کوہ نار اور طبقہ زمہریہ سے گزر کر زمین کی طرف معبوط ممکن بلکہ واقع ہے اس طرح حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا آسمان سے زمین کی طرف تو نزول بھی ممکن ہے ان مثل عیسے عند اللہ کمثل آدم۔

اعتراض

قد انزل اللہ الیکم ذکرا رسول

نزول عیسےٰ بھی اس طرح حقیقت پر مبنی نہیں

جواب

انزال کا ذکر مفعول اوّل قرآن کریم ہے جس کا انزال آسمان کی طرف سے ہوا جس کا کوئی منکر نہیں دوسرے سرکار دو عالم جن کا انزال از سماوات معراجِ جسمانی سے ہوا۔ یہ حقیقت ہے تو نزول عیسےٰ بھی حقیقت۔

اعتراض

ارشاد خداوندی ہے انزل لکم من الانعام ثمانیۃ ازواج۔ نزول عیسےٰ بھی حقیقت پر مبنی نہیں؟

جواب:۔ تفسیر خازن ص 56 ج 6 (ترجمہ) بے شک ان اقسام کی نسلیں جنت میں پیدا کی گئیں پھر زمین کی طرف اتاری گئیں۔ تفسیر کبیر ص 232 ج 7۔ (ترجمہ) بے شک اللہ تعالےٰ نے ان آٹھ اقسام کو جنت میں پیدا فرمایا پھر ان کو زمین کی طرف نازل فرمایا اور اللہ کا فرمان ثمانیۃ ازواج خواہ مذکر ہو یا مؤنث اونٹ اور گائے اور بھیڑ اور بکری سے اور زوج ہر ایک پر استعمال ہوتا ہے جس کا ساتھی جوڑا ہو۔ (قرآن سے ثابت ہو گیا انعام کی طرح نزول عیسےٰ بھی حقیقت پر مبنی ہے۔

اعتراض:۔

ارشاد خداوندی ہے انزلنا الحدید ہم نے لوہے کو نازل فرمایا۔ جس طرح لوہے کا نزول حقیقتپر مبنی نہیں اسی طرح نزول عیسےٰ بھی حقیقت پر مبنی نہیں۔

جواب:۔

واقعی اللہ تعالےٰ نے لوہے کو آسمان سے اتار احوالہ ملاحظہ ہو۔ طبقات ابن سعد ص 17 ج 1 اور تاریخ طبری ص 85 ج 1 میں ہے پھر آدم علیہ السلام پر آسمان سے لوھے کے تین اوزار اتارے گئے آہرن، ہتھوڑا اور سنّی۔ حدیث شریف سے جو جو ہتھیار آسمان سے نازل ہوئے حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے ثابت ہو گئے جب قرآن وحدیث سے لوھے کا آسمان سے حقیقۃً ثابت ہو گیا۔ ہر چیز کا اصل آسمانوں میں ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز آسمان سے نازل فرماتا ہے ارشاد الٰہی ہے وان من شئی الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم۔

اعتراض:۔

قد انزلنا الیکم لباسا (اعراف)

لباس کا نزول حقیقت پر مبنی نہیں تو نزول عیسےٰ علیہ السلام بھی حقیقت پر مبنی نہیں

جواب:۔

واقعی حقیقۃً لباس بھی آسمان سے نازل ہوا تاریخ طبری ص 86 ج 1 میں ہے بے شک بعض بھگوں سے جو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارنے کے وقت زادِراہ عطا فرمائے ان میں کپاس بھی تھی لہذا لباس کا بھی اتارا جانا آسمان سے ثابت ہوا۔ اور جو انجیر کے پتوں والا لباس زیب تن فرما کر آدم علیہ السلام زمین پر اترے اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ لہذا لباس کا آسمان سے نزول حقیقت پر مبنی ہے اس طرح نزولِ مسیح بھی حقیقت پر مبنی ہے اسی پر امت کا اجماع ہے۔ اجماع امت کا منکر مسلمان نہیں۔

2۔حضور علیہ السلام کا شب معراج آسمانوں پر جانا اور کوۂ نار اور زمہریہ سے ہوتے ہوئے واپس آنا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے۔

3۔فرشتوں کا لیل ونہار طبقہ ناریہ اور کوہ زمہریہ سے مرور وعبور ممکن ہے تو عیسٰے علیہ اسلام کا عبورہ مرور ممکن ہے۔

4۔نزول مائدہ:۔قرآن کریم میں صراحتًہ مذکور ہے(اللھم ربنا انزل علینا مائدۃ من السمآء تکون لنا عیدا لاولنا و آخرنا)عیسٰے علیہ السلام کی امت کے لیے آسمان سے مائدہ (عمدہ کھانا) کا نزول بھی طبقہ ناریہ میں سے ہی ہو کر ہوا ہے منشیم زا غلام احمد قادیانی کے گمان فاسد اور خیال باطل مندرجہ ازالہ اوھام ص 47 کی بنا پر اس کھانے کا نزول محال ہے اسے کرۂ ناریہ میں سے گزرتے ہوئے جل جانا چاھیئے تھا مگر ایسا نہیں ہوا کھانا کرۂ ناریہ سے صحیح سالم زمین پر اترا اس طرح عیسٰے علیہ السلام بھی صحیح سالم کرۂ ناریہ سے گزر کر آسمان پر گئے اور کوہ ناریہ سے گزر کر زمین پر اتریں گے۔

5۔نص قطعی قرآنی سے ثابت ہے کہ ابراھیم علیہ السلام کے لیے آگ گلزار ہوگئی اور آپ کو نہ جلایا بنار کونی بردًا وسلاما علے ابراھیم کیا خدا تعالےٰ عیسٰے علیہ السلام کے لیے طبقہ ناریہ کو ابراھیم علیہ السلام کی طرح بردًا وسلاما نہیں بنا سکتا جبکہ اس کی شان یہ ہے ۔انما امرہ اذا ارادشیئا ان یقول لہ کن فیکون۔

6۔سیدہ مریم علیہا السلام کے لیے جنت سے کھانے اترے ارشاد خداوندی ہے۔کلما دخل علیھا زکریا المحراب وجد عندھا رزقا قال یامریم انّٰی لک ھذا قالت ھو من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشآء بغیر حساب۔جب بھی زکریا علیہ السلام محراب مریم (حجرہ مریم) میں داخل ہوتے تو مریم کے پاس کھانا (بے موسم کے پھل وغیرہ) موجود پاتے۔پوچھتے اے مریم یہ رزق تجھے کہاں سے ملا فرماتیں مجھے اللہ کی طرف سے ملا خدا جسے چاہتا ہے بغیر حساب (خلاف عادت) رزق دیتا ہے۔اور کبھی بغیر کھلائے پلائے زندہ رکھتا ہے۔حضور کا صوم وصال کے روزے بغیر کھائے پیئے زندہ رکھا اور ایکم مثلی تم میں سے کون میری مثل ہے فرمایا اس پر دلیل ناطق ہے۔اصحاب کہف کا تین سو سال تک بغیر کھائے پیئے زندہ رہنا قرآن سے ثابت ہے۔قرآن مجید میں ہے یونس علیہ السلام اگر مچھلی کے پیٹ میں خدا کی تسبیح نہ کرتے۔للبث فی بطنہ الی یوم یبعثون۔تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں بغیر کھائے پیئے زندہ رہتے۔معلوم ہوا خدا اس بات پر قادر ہے کہ کسی کو بغیر کھائے پیئے زندہ رکھے۔

(آسمان میں رزق)

پارہ 26 سورۃ ذادیات میں ارشاد خداوندی ہے۔وفی السمآء رزقکم وما توعدون۔اور آسمان میں بھی تمہارا رزق ہے اور جو تم وعدہ کئے گئے ہو اب آسمان میں اگر عیسٰے علیہ السلام جا کر آسمانی کھانے نہ کھاتے تو اس آیت کا مصداق کون ہوتا۔یہ عیسٰے علیہ السلام کے آسمان پر جا کر کھانا تناول فرمانے کی قطعی دلیل ہے۔

عقلی دلیل:۔

تم جب ان کے بطن میں ہوتے ہو تو بلا طلب تمہاری خوراک تمہاری ماں کے پیٹ میں خدا مہیّا فرماتا ہے اور تمہارے باہر آنے سے پہلے ماں کے پستانوں میں تمہارے لیے خوراک رکھ دے لیکن اگر بحسد عنصری آسمان پر کسی نبی کو بلالے تو کیا قدرتی کھانا

کھلانے سے معاذ اللہ قاصر ہے ماں کے بطن میں تو تمہاری عقل غذا پہنچنے کو تسلیم کرے لیکن آسمان پر تسلیم نہیں کرتی۔

قرآنی دلیل:۔

کیا قوم موسٰے کے لیے **والنزلنا لان علیکم المن والسلوی** کے ارشاد الٰہی کے مطابق آسمان سے **من وسلوٰی** نازل ثابت ہوسکتا ہے اور عیسٰے علیہ السلام کے لیے وہاں سے (جہاں سے من وسلوی اترتا تھا) خدا کھانا مہیا نہیں کرسکتا؟

اعتراض:۔

اگر عیسٰے علیہ السلام کھانا کھاتے ہیں تو ٹٹی کہاں جاتی ہے۔ یا وہاں بیت الخلا ہے؟

جواب:۔

کیا عیسٰے علیہ السلام تمہارے مرزا جی کی طرح ہیں کہ ٹٹی پیشاب چلتا ہی رہے کیونکہ مرزا جی سلسل البول کے مریض دن میں سو مرتبہ یا ستر مرتبہ پیشاب کرتے تھے۔ (اسرار شریعت مرزا کی کتاب) اور کیا آسمانوں میں قادیان کا آب و دانہ ہے کہ نجاست پیدا کرے جنت میں آدم حوا علیہا السلام کو **و کلا منہا رغدا** کا حکم فرمایا کھانے کا حکم تو فرمایا لیکن انکے بیت الخلا کا کہیں ذکر نہ فرمایا۔ آسمانی جنتی کھانے تناول فرمانے سے بیت الخلا کی حاجت نہیں ہوتی۔ ٹٹی پیشاب مرزائیوں کے ذہن میں ہے۔ ماں کے پیٹ میں تمہاری ٹٹی کہاں جاتی تھی خدا انسان کو جس طرح چاہے زندہ رکھ سکتا ہے اصحاب کہف سوئے ہوئے ہیں اور قیامت تک سوئے ہی رہیں گے ان کو کھانے کیسے کھلایا جاتا ہے اور ان کے بول و براز کا کیا حال ہوگا؟ جو خدا پہاڑی غاروں میں انسان کا ہر طرح انتظام فرما سکتا ہے وہ آسمان پر نہیں کرسکتا؟ بے شک وہ ہر مقام پر روزی پہنچا رہا ہے پہنچا سکتا ہے **ھو الرزاق ذو القوۃ المتین**۔

اعتراض:۔

زمین سے لے کر آسمان تک کی طویل مسافت کا چند لمحوں میں طے کر لینا کیسے ممکن ہے؟

جواب:۔

یہ مرزائیوں کا خدا ہے جو ایسا نہ کرسکے مسلمانوں کا خدا **علے کل شئی قدیر** ہے۔ حکمائے جدید کہتے ہیں کہ نور ایک منٹ میں ایک کروڑ بیس لاکھ میل کی مسافت طے کرتا ہے۔ بجلی ایک منٹ میں پانچ سو مرتبہ زمین کے گرد گھوم سکتی ہے اور بعض ستارے ایک ساعت میں آٹھ لاکھ اسی ہزار میل حرکت کرتے ہیں علاوہ ازیں انسان بھی جس وقت نظر اٹھا کر دیکھتا ہے تو حرکت شعاعی اس قدر سریع ہوتی ہے کہ ایک ہی آن میں آسمان تک پہنچ جاتی ہے نیز جس وقت سورج طلوع کرتا ہے تو نور آفتاب ایک ہی آن میں تمام کرۂ ارض پر پھیل جاتا ہے جنّات کا شرق سے لے کر غرب تک آن واحد میں اس قدر طویل مسافت کا طے کر لینا ممکن ہے تو خداوند قادر کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ کسی بندے کو چند لمحوں میں اس قدر طویل مسافت طے کرا دے؟

آصف بن برخیہ کا مہینوں کی مسافت سے بلقیس کا تخت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پلک جھپکنے سے پہلے پہلے حاضر کر دینا قرآن مجید سے صراحتًہ ثابت ہے اسی طرح سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا کا مسخّر ہونا بھی قرآن مجید میں مذکور ہے وہ ہوا سلیمان علیہ السلام کے تخت

کو جہاں چاہتے اڑا کر لے جاتی اور مہینوں کی مسافت گھنٹوں میں طے کرتی۔

~ آج کل کے ملحدین فی گھنٹہ کئی سو میل کی مسافت کے طے کرنے والے ہوائی جہاز پر تو ایمان رکھتے ہیں مگر نہ معلوم سلیمان علیہ السلام کے تخت پر بھی ایمان لاتے ہیں یا نہیں؟ ہوائی جہاز انسان کی بنائی ہوئی مشین سے اڑتا ہے اور سلیمان علیہ السلام کے تخت کو ہوا بحکم الٰہی اڑا کر لے جاتی تھی کسی انسان کے عمل کو اس میں دخل نہ تھا اس لیے کہ وہ معجزہ تھا اور ہوائی جہاز معجزہ نہیں

اب حیات عیسےٰ علیہ السلام کے دلائل ملاحظہ ہوں:۔

پہلی قرآنی دلیل:۔

پارہ 3 سورۃ آل عمران اور ارشاد خداوندی ہے (واذ قال اللہ یعیسی انی متوفیك ورافعك الیّ و مطهرك من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیمٰۃ ثم الیّ مرجعکم فاحکم بینکم فیما کنتم فیه تختلفون۔) اور وہ وقت یاد کرو جب اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اے عیسےٰ علیہ السلام بے شک میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھاؤنگا اور تجھے کافروں سے پاک کروں گا اور تیرے پیرؤوں کو قیامت تک تیرے منکروں پر غلبہ دونگا پھر تم سب میری طرف پلٹ کر آؤ گے میں تم میں فیصلہ فرماؤں گا جس بات میں وہ جھگڑتے ہیں۔

تشریح:۔

اس وقت کو یاد کرو جب اللہ تعالےٰ نے عیسےٰ علیہ السلام کو پہلے سے خبر دے دی اے عیسےٰ علیہ السلام میں تمہیں پورا پورا مع جسم و روح لینے والا ہوں کہ (ورافعک الی) کہ اس طرح کہ مع جسم کے اٹھانے والا ہوں یا اے عیسےٰ علیہ السلام میں تمہیں پوری عمر دوں گا یہ تمہیں قتل نہیں کر سکتے اور تمہیں اپنی طرف اٹھاؤں گا آپ کی موت رفع الی السمآء اور نزول من السمآء کے بعد ہوگی۔ یا اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ اے عیسےٰ علیہ السلام میں تمہیں سلانے والا ہوں اور بحالتِ خواب اپنی طرف اٹھانے والا ہوں آپکو سُلا کر اٹھایا گیا تا کہ آپ کو اتنے دراز سفر میں وحشت نہ ہو۔

رفع کا مفعول:۔

اگر کوئی جسم ہوگا تو اس سے مکانی بلندی مراد ہوگی جیسے رفع ابویه علی العرش (یوسف) اگر رفع کا مفعول جسم نہ ہو بلکہ کوئی اور چیز ہو تو وحاں روحانی بلندی مراد ہوتی ہے۔ روحانی بلندی تو جسمانی بلندی سے پہلے ہی جناب عیسےٰ علیہ السلام کو حاصل تھی۔۔۔۔ سے آسمان کی طرف اٹھانا مراد ہے اگرچہ ہر جگہ خدا کی حکومت ہے مگر آسمان خصوصیت سے تجلّی گاہ الٰہی ہے کہ نہ وھاں کسی کی ظاہری سلطنت ہے نہ وھاں کفر و شک۔ اس لئے اس طرف اٹھانے کو رب تعالےٰ نے اپنی طرف اٹھانا قرار دیا۔

تفسیر بسیر میں ہے وفات ایک جنس ہے جس کی بہت سی قسمیں ہیں بعض موت سے ہوتی ہے اور بعض آسمان پر اٹھانے سے۔

رافعك الیّ نے وفات کو مقرر کر دیا کہ موت سے نہ ہوگی بلکہ آسمان پر اٹھائے جانے سے ہوگی۔

کتب تفاسیر سے متوفیك کی تفسیر:۔